

ضبط و ترتیب .

مولانا عرفان الحق حقانی

دارالعلوم دیوبند کے اکابر کی جامعہ حقانیہ میں آمد اور استقبالیہ تقریب سے خطاب

مولانا اسعد مدنی، مولانا مرغوب الرحمن، مولانا محمد عثمان، مولانا
عبدالحق اعظمی، مولانا نعمت اللہ اور مولانا سمیع الحق کی تقاریر

۱۱ اپریل ۲۰۰۱ء دارالعلوم حقانیہ کیلئے انتہائی سرت اور سعادت کا دن تھا کہ اسکی مادر علمی دارالعلوم دیوبند کا ایک جلیل القدر وفد جس میں دارالعلوم کے شیوخ اساتذہ اور مہتممین حضرات شامل تھے، تشریف لارہے تھے اسطرح یہ خوشی اور بھی دہلا ہو گئی جب فدائے ملت جانشین شیخ العرب والحم مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ امیر جمعیت العلماء ہند نے بھی دارالعلوم کو اپنے قدوم میںنت لزوم سے نوازا اور آپ نے مفصل خطاب بھی فرمایا۔ اس موقع پر آپ کے ہمراہ حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ بھی موجود تھے۔ مدیر ”الحق“ مولانا راشد الحق سمیع ”خدمات دیوبند کانفرنس“ کے اختتام پر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت اس قافلے کو نماز مغرب کے بعد دارالعلوم حقانیہ لے آئے۔ دارالعلوم کے مہتممین، مشائخ، اساتذہ اور ہزاروں طلبہ نے سربہت سربلند کے فلک شکاف نعروں سے ان کا جی ٹی روڈ پر جوش خیر مقدم کیا۔ ایوان شریعت (دارالحدیث) کے پر شکوہ اور وسیع و عریض ہال میں معزز مہمانوں کو لایا گیا۔ تمام ہال حاضرین اور عقیدت مندوں سے کچا کچھ بھر اہوا تھا۔ اس موقع پر ان مشائخ نے تقریریں کیں اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث نے حدیث پڑھ کر طلبہ کو خصوصی اجازت سے بھی نوازا۔ آغاز میں دارالعلوم کے مستم و استاذ حدیث حضرت مولانا سمیع الحق نے معزز مہمانوں کا حسب ذیل خیر مقدمی کلمات سے استقبال کیا۔ اس تقریب کی کاروائی ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نذر قارئین ہے۔..... (ادارہ)

مولانا سمیع الحق کے استقبالیہ کلمات

حضرات گرامی! میں حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ، حضرت مولانا مرغوب الرحمن مدظلہ اور معزز اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند کا خدمت میں تشریف لے کر تشریف لے کر رہا ہوں اور انہیں اپنی طرف سے

دارالعلوم حقانیت کے اساتذہ کرام، منتظمین اور عزیز طلباء کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

میں آپ تمام علماء اور طلباء کو معزز اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند کی جانب سے اجازت حدیث ملنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آج آپ کو ایک عظیم نعمت سے نوازا۔ ان کی وجہ سے آپ کی بسند عالی ہو گئی جس کی ہمیشہ آپ کو حسرت رہتی تھی گویا آپ کے اور شیخ الاسلام شیخ العرب والجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے درمیان پورا ایک واسطہ کٹ گیا ہے پہلے جب حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ بقید حیات تھے تو یہاں پر طلباء کو اجازت حدیث دیتے تھے۔ جو برگ آپ کے یہاں پر پڑھے ہیں ان کو مولانا تیرہ چودہ سال قبل حضرت والدین زورگوار اجازت حدیث دے دیتے تھے تو اس طرح سے وہ حضرت مدنیؒ کے ایک واسطے سے شاگرد ہو جاتے تھے۔ لیکن حضرت کی وفات کے بعد ایک سند منقطع ہو گئی اور دو واسطوں سے آپ کا یہ سلسلہ جڑا تھا لیکن آج ائمہ کی آمد سے آپ کا ایک سند عالی ہو گیا ہے۔ ایک ایک حدیث کا سند عالی کرنے کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مصر اور شام اور پتہ نہیں کہاں کہاں کے سفر کیا کرتے تھے۔

حقانیت کا باغ و بہار مدنی فیضان :

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت فدائے ملت امیر الہند مولانا سید اسعد مدنیؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے جانشین ہیں۔ دارالعلوم حقانیت کا یہ سارباغ و بہار حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا فیضان ہے۔ آپ کے شیخ اور بانی دارالعلوم حقانیت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ شیخ العرب والجم حضرت مولانا مدنیؒ کے تلامذہ میں سے تھے اور ان کے رگ و ریشہ میں سیرت و صورت نامدینیت چھائی ہوئی تھی اور اس کا عجیب نمونہ تھے۔

الحمد للہ آج یہ سارا سلسلہ ۳۰۲۵ ہزار افراد جو دارالعلوم حقانیت سے نکلے ہیں جو آج افغانستان میں اسلامی نظام قائم کر رہے ہیں یہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کا فیض ہے۔

جامع المجددین :

حضرات! ہماری مادر علمی مرکز علم و جہاد و حریت اور درس و تدریس کو اللہ تعالیٰ نے ایک بلند مقام عطا فرمایا تھا اور اب بھی ہے ہمارے ائمہ یہاں تشریف لاتے تھے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے یہاں آکر ایک رات تفصیل سے جہاد و عزیمت اور تجدید دین کی تاریخ سنائی تھی اور بتایا کہ تجدید دین اللہ نے ہر صدی میں افراد کے ذریعہ کرائی انہوں نے تجدید دین کے تمام شعبوں زلو یوں اور مجدد کی تمام شرائط کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ایک مجدد ادارہ بھی ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند جامع المجددین ہے گویا ادارے کی حیثیت سے اس نے دین کی تجدید کی دارالعلوم دیوبند کے تاسیس کے وقت دین دو قسم کے خطرات

میں گھرا ہوا تھا۔ ایک ہندو تہذیب و تمدن جسے اکیال الامم (امتوں کو کھا جانے والی) کہا جاتا ہے۔ جو شرک، خرافات، توہم پرستی کی ظلمت کی شکل میں ہندوستان میں چھائی ہوئی تھی ہندوستان میں جو بھی تہذیبیں آئیں وہ مٹ کر اس میں مدغم ہو گئی آریائی قومیں ساری اپنی تہذیب و تمدن کو گنوا بیٹھی۔ صرف اسلام اپنی حقانیت و صداقت کے بل بوتے پر قائم رہا۔ لیکن جب انگریز آیا تو اس نے پورا عزم کیا کہ اب اس اسلامی علم و تہذیب کو مٹاتا ہے۔

دین و علم کا محور :

اللہ تعالیٰ نے غیب سے حضرت جید الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ اور انکے ساتھیوں کے دلوں میں ایک ادارہ قائم کرنے کا خیال ڈالا۔ یہ ادارہ قطب الرحی کی حیثیت رکھتا ہے یعنی پورے برصغیر، افغانستان اور سنٹرل ایشیاء کی ریاستوں کیلئے دین و علم کا محور ہے اور یہ سارے ادارے اس کے گرد گھومتے ہیں۔

نئے علم کلام کے بانی :

اللہ تعالیٰ نے اس ادارہ اور یہاں کی شخصیات جیسے حضرت جید الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ سے ایسے کام لیے کہ صدیوں تک اللہ نے دین کی حفاظت فرمادی۔ اسلام کے لہدی اصولوں کی صداقت بھی منوائی، شکوک و شبہات اور الحاد و ہریت کے سارے حملے بھی پسپا کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت قاسم نانوتویؒ کے ذریعے ایک نیا علم الکلام مرتب کیا اور وہ ایک نئے علم کلام کے بانی ہیں۔

اگر امام غزالی اور امام رازیؒ نے اپنے دور میں قرامطہ، باطنیہ، معتزلہ، خوارج اور دیگر ہزاروں فتنوں کے خلاف خدمات انجام دیئے تھے توجہ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے علمی میدان میں دہریت و الحاد، ہندو ازم، آریاسماج وغیرہ بے شمار فتنوں کے مقابلہ میں اسلام کے لہدی اصولوں کو منوایا۔ اس لئے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیری فرمایا کرتے تھے کہ علم و دلائل اور شکوک و شبہات کے لحاظ سے آئندہ پانچ سو سال تک اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بد قسمتی سے پورے علماء دیوبند کے مدارس میں یہ خامی ہے کہ اپنے اکلہ کے بیادری علوم کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ہے اگر ہم مہتممین اس کی طرف توجہ دیں تو طلباء کو بھی آگاہی ہو کہ یہ کون سی شخصیتیں ہیں ہر شخص علم کی دنیا کی ایک کائنات تھی۔ ان کے علوم کا مطالعہ اور اس سے استفادہ اب بھی وقت کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

بہر حال تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اسی دارالعلوم دیوبند میں آپ کے شیخ المشائخ اور اس ادارہ کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے تعلیم حاصل کی جن کی صلاحیتیں زمانہ طالب علمی ہی میں اجاگر ہو گئی تھیں اس لئے تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ حضرت شیخ الادب

مولانا اعجاز علیؒ اور دیگر اساتذہ کے اصرار پر انہیں وہاں تدریس کے فرائض انجام دینے کیلئے بلایا گیا۔ جہاں پر وہ معقولات کی کتب عالیہ اور اسکے ساتھ ساتھ احادیث کی کتابیں طحاوی شریف وغیرہ تقسیم ہند تک پڑھاتے رہے۔
دارالعلوم حقانیہ کی تکوینی تاسیس :

رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ میں حضرت شیخ الحدیث چھٹی گزارنے گھر تشریف لائے تو ۲ رمضان کو ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا راستے بند ہو گئے اور یہ تصور بھی نہ تھا کہ مستقل طور پر راستے بند ہوں گے۔ شوال ہی میں وہ طلباء جو دارالعلوم دیوبند راستہ بند ہونے کی وجہ سے نہ جاسکے حضرت کے پاس اس قصبہ میں ہمارے گھر کے متصل مسجد میں جمع ہوئے اور سبق پڑھانے کا اصرار کیا۔ خود حضرت کا ادارہ قائم کرنے کا تصور بھی نہ تھا۔ یہ سب کچھ تکوینی ہوا اس طرح شوال ہی میں درس و تدریس کا آغاز ہوا گویا یہ پاکستان کے قیام کے بعد شوال ہی میں پورے پاکستان میں پہلا قائم ہونے والا مدرسہ تھا دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور اور دیگر تمام ادارے بعد میں قائم ہوئے۔ آٹھ دس افراد کو حضرت نے پڑھانا شروع کیا اللہ کو غیب سے یہ منظور تھا کہ دارالعلوم دیوبند جانے کا راستہ یہاں سے منقطع ہو گیا ہے اس لئے اس کی تحریک اور جدوجہد باقی رکھنے کے لئے یہاں ایک مرکز ضروری ہے سنٹرل ایشیاء اور افغانستان پر روس کا تسلط یہ سب کچھ اللہ کے علم میں تھا اور اس طریقے پر اللہ تعالیٰ نے یہاں پر ایک چھاؤنی قائم کرنے کی صورت بنائی۔ دو تین مہینے بعد حضرت مولانا مدنیؒ اور حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ جو کہ حکومت میں بہت بڑی شخصیت اور وزیر تعلیم تھے اور جنگ آزادی کے بانیوں میں سے تھے۔ ان دونوں حضرات نے بھرپور کوشش کی کہ حضرت اور ایک دو اور اساتذہ کو کسی طرح دارالعلوم دیوبند بلایا جائے اس سلسلے میں یہ طے ہوا کہ ان حضرات کو لاہور سے ایک فوجی جہاز کے ذریعے دہلی اتارا جائے۔ اور پھر وہاں سے بھتر بند گاڑی کے ذریعے دیوبند پہنچایا جائے۔ ان سب حالات اور اتفاقات کی خط و کلمت میرے پاس موجود ہے۔ ہمارے حضرت تو دیوبند پہنچنے کے لئے تڑپ رہے تھے لیکن میرے دادا امر حوم نے سختی سے اس بات کی مخالفت کی اور بتایا کہ میں فسادات اور خطرات میں آپ کو کسی طرح بھی اجازت نہیں دے سکتا جبکہ بچے بھی ساتھ ہوں جن کو لے جانے کا پروگرام تھا چونکہ ایسے حالات میں حضرت دادا امر حوم نے اجازت نہ دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح مجبور کر دیا کہ یہاں بیٹھ کر کام شروع کریں۔ اس سر زمین پر جہاد کا ایک تسلسل رہا ہے جس کو اکلہ بن دیوبند نے شروع کیا تھا۔ جہاد کا آغاز ڈیڑھ سو برس سے ہو گیا تھا ہر صغیر کی اور پاکستان کی آزادی اور پھر افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام یہ گھنٹوں، دنوں، مہینوں اور سالوں کی بات نہیں۔

سالہا در کعبہ و مت خانہ می نالد حیات

تا ز بزم ناز یک دانائے راز آید و ن

تحریک جماد سید احمد شہید:

یہ اکوڑہ خٹک آج آپ جہاں تشریف فرما ہیں ۱۸۳۰ء یعنی آج سے ۱۷۱ سال پہلے سید احمد شہید اور ان کے ساتھیوں کا خون اسی علاقے میں بہا ہے۔ وہ ہندوستان سے افغانستان چلے گئے تین چار سال کا لالہ مارچ تھا۔ افغانستان کی طرف یہ سارا سفر انگریزوں سے استقلال وطن اور شریعت الہیہ کے قیام اور تنفیذ کیلئے تھا۔ یعنی افغانستان اس وقت سے ہی جدوجہد کا مرکز بن گیا تھا پھر یہ حضرات درہ بولان کے راستے سے افغانستان داخل ہوئے اور پھر اس کے بعد وہاں سے یہاں (اکوڑہ خٹک) پہنچے تو اس سارے تین چار سال کے جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے اکوڑہ خٹک کی سر زمین کو جہاد کے لئے منتخب کیا۔ یہ پیچھے (دارالحدیث سے پیچھے مصری بانڈہ کی گھائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا) وہ گھائی ہے جس کو سید صاحب اور شہداء نے گزر گاہ بنایا اور دریائے کابل جو کہ اسی گاؤں میں بہہ رہا ہے، کو عبور کیا۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی "سیرت سید احمد شہید" کی کتاب کے تدوین کے سلسلے میں یہاں بار بار آتے رہے ہیں۔ وہ مجھے اکثر جوانی کے زمانے کی باتیں بتاتے کرتے تھے کہ اکوڑہ خٹک کے ایک چھوٹے سے قصبے میں میں اس زمانے میں کئی دنوں تک رہا ایک دفعہ انہوں نے یہاں دارالعلوم حقانیہ میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ (سید احمد شہید کا جہاد) ۵۰۰ برس بعد شریعت کے تمام مسلمہ اصولوں کے مطابق جہاد تھا یعنی بیچ میں پانچ سو سال کا انتظار آیا تھا۔ اصولی یہ ہیں کہ پہلے اسلام کی دعوت یا پھر جزیہ کی بات کرو اور پھر تلوار کی بھر حال حضرت سید احمد شہید نے پہلے یہاں اس علاقے میں خویشی کے مقام پر پڑاؤ کیا اور کافی دنوں تک وہاں سے خطوط کے ذریعے دعوت اسلام دی۔ اتمام حجت پر رات کو شب خون مارنے کیلئے دریائے کابل عبور کر کے حملہ کر دیا۔ یہاں پر ان کا مقابلہ سردار رنجیت سنگھ کے بھائی سردار بدھ سنگھ سے ہوا جو کہ دس ہزار فوج کے ساتھ ایک قلعہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ اس معرکہ کی تفصیل بڑی لمبی ہے۔ سینکڑوں افراد اس میں شہید ہوئے، اسی اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم حقانیہ کے آس پاس ان ۷۰ شہداء کی قبریں بھی ہیں جن کی فرست حضرت سید احمد شہید نے ہندوستان بھیجی تھی جو کہ بڑے بڑے امر اور شہزادوں کی اولاد تھی اور ہندوستان کے مختلف زاویوں اور ریاستوں سے سید صاحب کے ساتھ چلے گئے انہوں نے اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دیا۔ جبکہ دیگر شہداء تو پٹھان کھڑاں ہی علاقوں کے تھے جن کی فرست نہیں بھیجی گئی وہ گوڈری شہزادے کے قصبے بھی آپ کے اسی اکوڑہ خٹک سے ولستہ ہیں سیرت سید احمد شہید میں جنگ اکوڑہ کا مستقل باب ہے۔ سید احمد شہید نے کہا کہ اکوڑہ خٹک کی رات ہمارے لئے لیلۃ الفرقان ہے پھر یہاں سے یہ جنگ شروع ہوئی اور ہوتے ہوتے بالا

تحریک ریشمی رومال :

پھر اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کی ساری جدوجہد اور جنگ آزادی وغیرہ یہ سب ان ہی علاقوں سے وابستہ ہے حضرت شیخ الہند نے بھی ریشمی رومال کی تحریک میں افغانستان کو مرکز بنایا اور اس سلسلے میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور دیگر اکابر کو وہاں بھیجا یہی تفصیل ہے تحریک کار از فاش ہونے پر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ حضرت اسیر مالتا مولانا عزیز گلؒ یہ سب قاہرہ اور مالتا میں جو اس وقت پر تعین جزیہ ہے لیکن اس زمانہ میں لاق وق صحرا دیائے شور اور کالا پانی کے درمیان ایک الگ تھلک جزیہ تھا قید ہوئے۔ وہ داستانیں پڑھ کر رو گئے کھڑے ہوتے ہیں کہ ہمارے اکابر نے کیا کچھ کیا؟

حضرت شیخ الہندؒ کی آہ و بکا و زاری اور قرآن کے ترجمے وہ سارے حالات حضرت شیخ الاسلام کے سفر نامہ اسیر مالتا میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔ حاجی صاحب ترنگرئی کا جہاد اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے آج یہ لوگ بڑے بڑے دعویٰ کرتے ہیں کہ علمائے کیا کیا حالانکہ خان عبدالغفار خان مرحوم نے مجھے ایک رات پوری تفصیل لکھوائی کہ ہمیں جہاد و آزادی کا کچھ پتہ نہ تھا ہمیں حضرت شیخ الہندؒ نے یہ راستہ دکھایا اس نے کہا کہ میں ریشمی رومال کی تحریک کا ایک حصہ ہوں میں نے کہا کہ کیسے آپ یہ سب پروگرام سمجھ لیتے تھے تو کہا کہ حضرت شیخ الہند گاڑی میں کب جگہ کا ٹکٹ لے لیتے تھے اور میں دوسری جگہ کا ٹکٹ لے لیتا تھا اس طرح حضرت شیخ الہند دور ان سفر مجھے ہدایات دیتے تھے تو حضرت شیخ الہند نے ان کو راہ حق پر لگایا اور نہ جب روس آیا تو پھر ان کا روسی استعمار کے مقابلہ میں کوئی جذبہ حریت نہ تھا۔

آزادی کی جنگ تو علماً دیوبند کی ہدایات اور تعلیمات سے لڑی گئی ہے اور پھر اسی جگہ جہاں شہد اکا خون اکوڑہ خٹک کی سر زمین پر گرا تھا وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک ادارہ (دارالعلوم حقانیہ) قائم کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیدین شہیدین کے ساتھیوں کا خون ہے جو یہاں رنگ لایا جذب ہوا اور پھر لکھا اب افغانستان کو اس خون کی ضرورت ہے۔ سید احمد شہید کو اللہ نے ایک عجیب شان دی تھی کہ جہاں سے وہ گزرتے تھے وہاں نور کی روشنی اور ایک کیر چھوڑ گئے۔

دیوبند میں علم کی خوشبو :

اس وقت دیوبند (قصبہ) میں دارالعلوم نہ تھا۔ آج دارالعلوم دیوبند جہاں قائم ہے اس جگہ کوڑے کرکٹ کا ڈھیر تھا۔ شہر کا سارا گندہ بلا لوگ وہاں ڈالتے تھے دیوبند سے گزرتے ہوئے حضرت سید احمد شہید نے اپنے قافلے کے ساتھ وہاں تمام کتب چھاپنے والے ساتھیوں کو لے کر کہا کہ کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ہے ذرا صاف جگہ میں پڑاؤ

کر لیتے ہیں سید احمد شہیدؒ نے کہا کہ نہیں یہیں پر ٹھہرنا ہے۔ اس سرزمین سے مجھے علم کی خوشبو آرہی ہے یہ ۱۸۲۵ اور ۱۸۳۰ کے درمیان فرمایا تھا۔ حضرت کو بھیرت و فراست سے یہ معلوم ہو رہا تھا پھر اس سرزمین اکوڑہ خٹک میں تو ان مجاہدین کا خون پسینہ بہا ہے۔ یہاں پر شہید (جو کہ اکوڑہ خٹک سے دو میل پر ہے) میں ایک لاکھ افراد کا معرکہ ہوا تھا مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جس میں سید شہید کو سازش سے زہر دیا گیا تھا۔

بہر حال آج افغانستان میں جو اسلامی حکومت علی دغم الیہود و انصاری قائم ہے پورا عالم کفر اسلامی نظام کے خلاف ایک ہو چکا ہے کہ اسے چلنے نہیں دیں گے لیکن الحمد للہ اسلامی نظام وہاں قائم ہے اور طالبان اس پر پڑے ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی چلک اور نرمی نہیں مانتے ہیں تو یہ دوسو برس کی مسلسل دیوبند اور احنیٰ کے اکابر کی جدوجہد اور ان کی ساری محنتوں کا نتیجہ ہے۔

الحمد للہ یہ بھی آج اسی دیوبند کا فیضان ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے ذریعہ ماسکو تک یہ موجیں پہنچ گئیں اور لینن و کارل مارکس کے مجسمے جہاد نے چور چور کر کے رکھ دیئے اور افغانستان میں آپکے ہزاروں حقانی علمائے ۲۰ سال کے دوران قربانیاں دیں اور اس وقت بھی تحریک طالبان میں ۹۰% آپ کے حقانین برسر اقتدار ہیں اور انکے جو دیگر ساتھی ہیں وہ بھی ہماری اولاد ہیں کیونکہ پھر اسی حقانیہ کے فضلاء نے پورے ملک اور افغانستان تک مدارس کا ایک جال پھیلادیا ہے۔

افغانستان میں دوسو برس کی قربانیوں کا ظہور :

افغانستان میں ۲۰۰ برس کی محنتوں کے بعد اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے۔ اسلئے ہم کہتے ہیں کہ اس اسلامی نظام کا تحفظ پوری امت کا فریضہ ہے۔ تمام علما کو اس طرف توجہ دینی چاہیے کہ وہاں دو صدیوں کی قربانیوں کا ظہور ہو رہا ہے اگر کفر نے اس شمع کو ابدا میں جھکا دیا تو پھر شاید اگلے کئی صدیوں تک دوبارہ یہ ساری صورتحال پیدا نہ ہو۔ یریدون لیطفنوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

نور خدا کفر کی حرکت پر خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ چھایا نہ جائے گا

ہمارے لئے انتہائی سعادت اور خوشی کی بات ہے کہ آج دارالعلوم دیوبند کا عظیم اور موقر وفد یہاں پر تشریف لایا ہے۔ ماں کی گود میں بچے کو جو سکون ملتا ہے آج گویا ان کے آنے کی وجہ سے مادر علمی (دارالعلوم دیوبند) کی نسبت سے اتنی خوشی اور سکون محسوس ہو رہا ہے۔

خطاب جانشین شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سعد مدنی مدظلہ امیر جمعیت علماء ہند

(امام اعظم اور علم حدیث)

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من
شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يظله فلا هادي له ونشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله صلى الله
تعالى عليه وعلى الروصحة وبارك وسلم
اطاعت الہی مع اطاعت رسول اللہ ﷺ :

اطاعت الہی جس طرح اللہ کے حکم سے فرض ہے بعینہ اسی طرح اطاعت رسول ﷺ بھی فرض ہے
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا جگہ جگہ حکم دیا ہے۔
اطيعوا الله ورسوله حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا۔ اطيعوا الله واطيعوا الرسول حکم مانو اللہ کا اور
حکم مانو رسول کا۔ ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے
رسول کے اس نے پائی بڑی مراد۔ ما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا اور رسول تم کو جو کچھ
دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے تم کو روک دیں تو تم اس سے رک جایا کرو۔ قل ان كنتم تحبون الله
فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم تو کہہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو تا کہ محبت
کرے تم سے اللہ اور مجھے گناہ تمہارے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتوں سے یہ حکم ثابت ہے۔

منکرین حدیث :

منکر حدیث منکر قرآن ہے اور منکر قرآن و منکر حدیث میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح قرآن کریم
میں حکم الہی کو ماننا فرض قرار دیا گیا ہے بعینہ اسی طرح قرآن میں نبی کی اطاعت بھی فرض عین قرار دی گئی ہے اب
جو لوگ حدیث کے منکر ہیں وہ اللہ اور قرآن کے بھی منکر ہیں اور وہ ایمان سے خارج ہیں مگر وہ لوگ آج دنیا میں
مگر ابھی پھیلا کر اسلام سے دور کرنے کی سازشیں کرتے پھر رہے ہیں اور پیسے کے ذریعے ایمان خرید کر بے ایمان
ماننے کی سازش اور مگر ابھی دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

اہل قرآن فرقہ :

اتفاق سے ہمارے ہاں اہل قرآن فرقے کا ایک نوجوان گورنمنٹ نے پکڑا تو پانچ کروڑ روپے لے کر باہر سے آرہا تھا بے خبر سکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے نوجوانوں کو پیسوں سے خریداجاتا ہے اور اسلام میں قسم قسم کے فتنے پیدا کئے جارہے ہیں اہل قرآن نامی فرقہ دراصل ایمان کے خلاف ایک بڑا فتنہ اور مکر قرآن ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ ہر مسلمان کو اللہ اور رسول کی اتباع کرنی چاہیے۔ اس اتباع کے لئے لوگوں نے مختلف طریقے اختیار کئے ہیں اور ہم لوگ حضور اقدس کی اتباع کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے فتوے رائے اور طریقے کو زیادہ انسب اور مناسب سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔

فضائل اہل حنیفہ :

اسلئے کہ امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں اور جس طرح امام بخاریؒ امام مسلمؒ اور دیگر محدثین حفاظ حدیث ہیں اسی طرح امام صاحبؒ بھی حفاظ حدیث ہیں جبکہ دنیا کا کوئی محدث اور کوئی فقیہ امام صاحبؒ کی طرح حفاظ حدیث نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان کو جرح و تعدیل کا امام بنایا جو ہر حفاظ حدیث اور محدث نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اللہ نے امام ابو حنیفہؒ کو یہ مزیت دی ہے کہ آپ جہاں پر رہتے تھے وہاں حرمین سے زیادہ اجل صحابہ تھے۔ آپ صحابہ کرامؓ کی گودوں میں پلے بڑھے اور حضورؐ کی پوری حیات مبارکہ کو سمجھا جانا اور پورے عالم میں سب سے زیادہ فقہیہ (امام اعظم) نے اپنے تھکے سے اس کو سارے عالم میں پھیلا کر دین کی ہدایت کی۔

تابعیت امام اعظم :

امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں اور ایک قول کے مطابق ۶۰ھ میں دنیا میں پیدا ہوئے اگر ۸۰ھ میں بھی مانا جائے جو کہ متفق علیہ قول ہے تو امام صاحبؒ حضور ﷺ کے وصال کے ۷۰ سال بعد دنیا میں پیدا ہوئے اور صحابہ کرامؓ ۱۱۰ھ تک دنیا میں زندہ رہے تو اس طرح امام صاحب کو ۳۰ برس صحابہ کے وجود کے دنیا میں ملے اور ان کا شہر اجل صحابہ کا حرمین سے بڑا مرکز تھا امام صاحبؒ کو متعین طور پر اصحاب رسولؐ کے ساتھ شرف تلمذ حاصل رہا ہے اور ان سے احادیث حاصل کیں۔ کم از کم حضرت انس بن مالکؓ کا نام واضح طور پر متعین ہے اور ان کے علاوہ اور صحابہ کرام سے بھی ان کا اخذ ثبات ہے۔ دین کو امام صاحب نے اپنے تھکے دلچسپی، محنت، ورع و تقویٰ، توجہ اور انہماک کے ساتھ دنیا میں پھیلا دیا۔

نبوی پیش گوئی :

نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی ہے کہ فارس کے نوجوانوں میں ایک شخص ایسا ہو گا کہ اگر دین ثریا میں بھی ہو تو وہ اسے حاصل کرے گا۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں۔ ایک

واسطہ یاد و واسطوں سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

الصحابۃ کلہم عدول والجماعۃ کا متفقہ مسلک ہے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف قرآن میں کر دی جس کی تعریف قرآن میں آئی وہ نص قطعی سے ثابت ہو گیا پھر اس میں کوئی حث اور غور نہیں کیا جاسکتا اور اگر کوئی کرتا ہے تو ایمان سے خارج ہونے اور گمراہی کو دعوت دیتا ہے۔ قرآن کے بعد دنیا میں کوئی اونچی چیز نہیں آئی لہذا قرآن کے نص قطعی کو کوئی عبور کر کے نہیں جاسکتا۔ اس کو ماننا پڑے گا اللہ نے قرآن میں صحابہ کرام کے متعلق فرمایا کہ رضی اللہ عنہم و رضوعنہ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ (صحابہ) سے راضی اولیک ہم الراشدون فضلاً من اللہ ونعمۃ وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر اللہ کے فضل اور احسان سے اور فان امنو بمثل ما انتہم بہ فقد اہتدوا سواً گر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح تم ایمان لائے ہدایت پائی انہوں نے بھی۔ اس طرح ایمان کے لئے حضور ﷺ کے صحابہ کو معیار قرار دیا گیا جو ایمان کے لئے معیار ہو عمل کیلئے کیوں نہیں ہو گئے۔ صحابہ کرام کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوہم من بعدی غرضاً فمن احبہم فحببی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو ہدف ملامت اور تنقید و تبصرہ مت بناؤ یعنی ایسی حرکت کو حرام قرار دیا گیا اور بتایا گیا جس نے میرے صحابہ سے محبت کی میری محبت سے جس نے میرے صحابہ سے دشمنی کی میری دشمنی سے تو صحابی سے دشمنی حضور ﷺ سے دشمنی ہو گئی، صحابہ سے محبت حضور سے محبت ہو گئی لہذا وہ تنقید و تبصرہ سے بالاتر ہیں۔ قرآن و حدیث ماننے والا یہ ایمان کھودینے والی حرکت نہیں کر سکتا۔ تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے براہ راست امام صاحب نے حضور ﷺ کی حیات، اعمال، اقوال اور احوال کو حاصل کیا اور پھر اپنے تھقہ سے اس سے دین کا استنباط کر کے لوگوں کو اس کی رہنمائی کی۔ جو لوگ دو ڈھائی سو برس پایابنج سو برس کے بعد آئے ہیں ان کا قول روایت تنقید و تبصرہ اخذ و ترک امام صاحب کیلئے حجت نہیں اور امام صاحب کا علم تمام عالم کے لئے حجت ہے اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ دو واسطوں سے ایک تابعی اور ایک صحابی کے واسطہ سے امام صاحب حضور ﷺ سے اخذ کرتے ہیں۔ چار ہزار ایسے تابعین سے امام صاحب نے علم حاصل کیا جنہوں نے صحابہ سے حضور کی نماز، روزے، احوال و اقوال خود سے سنے تھے۔ امام صاحب ان کے تدین سکھ، علم دور، سب سے پوری طرح واقف اور خوب مطمئن ہو کر روایت حاصل کرتے ہیں یا خود صحابی سے یا تابعی سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اسلئے امام صاحب کے علم میں کسی قسم کی حث نہیں کی جاسکتی ہے۔ جبکہ سو ڈیڑھ دو سو برس بعد، شیعیت، خارجیت، اعتزال اور دوسرے بے شمار قسم کے فتن، عقیدوں اور اعمال میں پیدا ہوئے لہذا ان تمام فتن میں ملوث لوگوں کا کہیں بھی نام آئے تو ایسی احادیث کو ائمہ حدیث ترک کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بڑی بڑی مضبوط

قوی و فطری حدیثیں جن کو امام صاحب نے بالکل مشہور و متواتر کی طرح یقینی ہونے کی بنا پر اختیار کیا تھا بعد کے ائمہ حدیث کیلئے وہ ضعیف ہو گئیں جن کو انہوں نے پھر چھوڑ دیا تو اس لئے امام صاحب کا مسلک اور علم حجت ہے اور کسی دوسرے شخص کی حجت نہیں ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عبادت زہد و تقویٰ:

امام صاحب زہد و تقویٰ میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ۱۶ برس کی عمر سے حج شروع کیا اور مسلسل چالیس حج کئے۔ امام صاحبؒ نے عشاء کے وضو سے چالیس برس تک فجر کی نماز پڑھی۔ امام صاحبؒ علم و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ امام صاحب کے صاحبزادے نقل کرتے ہیں کہ جب عشاء کے بعد وہ گھر انشرف لاتے تو نوافل شروع کر دیتے اس دوران شدت بکاء کی یہ حالت ہوتی کہ پڑوسیوں کو ان کی حالت پر ترس آتا تھا۔ ہر رات سارا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور اس دوران اللہ کے دربار میں بے اختیار تڑپ تڑپ کر روتے ہوئے اللہ سے رحم طلب کرتے تھے اور یہ معمول امام صاحبؒ کا رمضان میں ڈبل ہو جاتا تھا یعنی ایک قرآن ہمیشہ رات بھر میں ختم کرتے اور رمضان میں ایک قرآن دن میں بھی ختم فرماتے تھے۔ اس طرح پورے مہینے میں ۶۰ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

امام صاحبؒ کو ستانے کیلئے ایک شخص آیا اور ان کی بوڑھی ماں کے بارے میں کہا کہ میں آپ کی والدہ کے ساتھ نکاح کرنے آیا ہوں۔ سو آپ اس کا خطبہ دینے کے لئے آجائیے۔ امام صاحبؒ نے کہا کہ شرعاً جائز ہے میں جا کر اپنی ماں سے پوچھ آتا ہوں اگر وہ تیار ہو جائے۔ تو گھر گئے اور اپنی ماں سے پوچھا کہ والدہ صاحبہ ایک شخص آیا ہے فلاں فلاں نام کا۔ ساری تفصیل بتادی اور وہ کہتا ہے کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ امام صاحبؒ کی والدہ نے جواب میں کہا کہ میں بوڑھی عورت ہوں میں کہاں نکاح کروں گی۔ بہر حال امام صاحبؒ نے شرعی صورت ہونے کی بنا پر کسی قسم کی ناگواری ظاہر نہ کی۔ آج اگر ہم ان کی جگہ ہوتے تو ڈنڈے اٹھا کر خوب مارتے۔

امام صاحبؒ کو ایک دفعہ بتایا گیا کہ ان کے شہر میں کچھ لوگوں نے بحریاں چرائی ہیں اور وہ شہر کی بچیوں میں مل گئیں ہیں۔ جیسے ہی معلوم ہوا کہ چرائی ہوئی اور خریدی ہوئی بچیوں میں تمیز نہیں ہوتی تو چرواہوں سے معلوم کیا کہ عادتاً بحری کتنے دنوں تک زندہ رہتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ عموماً ۷ برس۔ تو امام صاحبؒ نے اپنے شہر میں اس دن سے ۷ برس تک بحری کا گوشت استعمال نہیں کیا۔ حالانکہ فتویٰ یہ نہیں ہے لیکن انہوں نے اپنے اعتبار سے یہ احتیاط کی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نوالہ چوری کے سالن کا میرے پیٹ میں چلا جائے۔

اللہ نے امام صاحبؒ کو بڑے فضائل سے نوازا اور تابعیت جیسی بڑی نسبت عطا فرمائی تھی۔ حقیقت میں اتباع سنت کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے احناف کو عطا فرمائی ہے حضرت کے تمام مسائل سنت رسول اللہ ﷺ پر

یعنی ہیں یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کو اکثر اختیار کیا جاتا ہے۔ آپ حضرات کو مطمئن ہو کر جرأت و ہمت کے ساتھ اس موضوع پر بات کرنی چاہیے۔ ان شاء اللہ آئندہ دو مہینوں میں ایسی لڑچر اور کتابیں آجائیں گی جس میں حنفیت کا ہر مسئلہ سنت سے ثابت کیا جائے گا اور وہ لڑچر ہم یہاں پہنچانے کی کوشش کریں گے اور اگر اس سلسلے میں کچھ حضرات ۲-۳ مئی کو دہلی آسکے تو وہ خود لے کر یہاں آجائیں گے۔

افسوس کہ آج امام ابو حنیفہؒ کے ذریعے سے اتباع سنت کو شرک کہا جا رہا ہے مثلاً وابتغوا الیہ الوسیلہ یعنی تو سل قرآن سے ثابت ہے۔ اس کی غلط غلط تفسیریں پیشمار قیودات اپنی طرف سے بڑھا کر کئے جاتے ہیں اور قرآن کے مطلق حکم کو توڑ مروڑ کر اور تو سل کو حرام قرار دے کر پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ کتنی بڑی جہالت ہے کہ قرآن کا مطلق حکم قیودات سے مفید کر کے حرام بتایا جائے اس لئے آپ حضرات کو اتباع سنت کے لئے حنفیت کو قابل فخر اور صحیح طریقہ مان کر عمل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم و عمل اور اخلاص و ملہیت کی توفیق عطا فرمائے اور تمام شرور و فتن سے بچا کر صحیح راستے پر چلائے۔ امین

مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمان مدظلہ

کے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں پاکیزہ تاثرات و جذبات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

حضرات اساتذہ کرام اور طلباء عزیز میرے لئے انتہائی خوشی اور مسرت کا موقع ہے کہ آج مجھے یہاں دارالعلوم حقانیہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جب ہندوستان سے یہاں آنے کا پروگرام بن رہا تھا تو اسی وقت سے ذہن میں یہ بات تھی کہ کانفرنس سے فراغت کے بعد سر فہرست دارالعلوم حقانیہ میں حاضری دینی ہے افسوس کہ کل میں اپنی علالت اور ڈاکٹر صاحبان سے وقت لینے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ اپنی اس تمنا اور خواہش کو مجھے پورا کرنا ہی تھا۔

عظیم درسی خدمات :

آج اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے یہاں پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور میں آپ حضرات کے درمیان میں موجود ہوں دارالعلوم حقانیہ کے بانی حضرت مولانا عبدالحق دارالعلوم دیوبند کے جلیل القدر فاضل اور مدرس تھے۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں بڑی عظیم درسی خدمات انجام دی تقسیم ہند کے بعد یہاں آنے پر دارالعلوم دیوبند کی شاخ کے طور پر دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی۔

شجرہ طوطی :

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو شاخ انہوں نے قائم کی تھی آج وہ شجرہ طوطی کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند کی ہمسری کر رہی ہے اس طرح ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند اور پاکستان و قرب وجوار کے ممالک میں دارالعلوم حقانیہ فیض پہنچا رہا ہے انتہائی مسرت ہے کہ دارالعلوم کے ایک فاضل نے اتنی عظیم خدمت سرانجام دی۔ آج مولانا سمیع الحق صاحب ان کے جانشین کی حیثیت سے اس نظام کو چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مساعی کو قبول فرما کر مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور طلباء عزیز کو علوم دینیہ کی دولت سے مالا مال فرما کر انہیں دین کی حفاظت و اشاعت اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے قبول فرمائے۔ اس وقت سفر بھی میرا اختیاری نہیں ہے اس لئے مجھے افسوس ہے کہ یہاں ٹھہر نہیں سکتا اگر عوارض نہ ہوتے تو یہاں پر دو تین روز ضرور ٹھہر جاتا (طلباء کے اصرار پر انہوں نے طلباء کو یہ نصیحت فرمائی)

علم کے ساتھ عمل :

علم کے ساتھ عمل صالح نہایت ضروری ہے علم اگر ہو اور عمل نہ ہو تو مسلمان کے لئے اس علم کی کوئی حیثیت نہیں ہے علم ہے ہی اس لئے کہ اس پر عمل ہو اللہ اعمال صالحہ کو توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت عطا فرمائے۔ اور جس مقصد کے لئے طلباء عزیز اپنا وقت عزیز صرف کر رہے ہیں یہ ان کے عمر کا جوہری حصہ ہے اسے کارآمد بنانے کے لئے شب و روز محنت کرنی چاہیے تاکہ علوم حاصل ہوں اور اپنی مصروفیات کو مشغولیات کو اسی حد تک (علم) محدود رکھو۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ استعداد عطا فرمائے اور اللہ اپنا فضل و کرم شامل حال رکھے۔ جی نہیں چاہتا ایسا لگتا ہے کہ اپنے دارالعلوم میں آگئے ہیں لیکن مجبوری ہے جانا ہے ورنہ طبیعت کا تقاضا تو یہی تھا کہ میں یہاں رہوں کچھ وقت گزاروں اور سیر الہی ہو مگر افسوس کہ جانے کیلئے مجبور ہیں۔

خطاب حضرت مولانا قاری محمد عثمان مدظلہ

نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم -

محترم حضرات! اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ اس وقت ہم اور آپ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضر ہیں تعلیم و تعلم کی نسبت سے یہاں کچھ باتیں اور گفتگو کرنے کی نوبت ان شاء اللہ آئے گی اور ابھی ہمارے مرشد و مرئی حضرت مولانا سید اسعد مدنی @rasailojaraid.com کوئی لمبی گفتگو نہ کر کے اتنی

بات اس وقت عرض کرنی ہے کہ محض ان کتابوں سے جو علم ہم حاصل کرتے ہیں اسے کافی نہ سمجھا جائے۔
باطنی اصلاح :

ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے تمام ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد باطنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دی ہے اس میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی مثال پیش کی جائے گی جن کے علم و تقہ 'مہارت فنی کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے آپ جانتے ہیں کہ یہ حضرات حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہیں جو علوم رسمہ کے پورے عالم بھی نہیں تھے کافیہ تک اور مشکوٰۃ کا کچھ حصہ پڑھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم لدنیہ عطا فرمائے تھے۔ بیعت اور اس طرح مرشد سے تعلق قائم رکھنے کا مقصد اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی نور اللہ مرقدہ نے حضرت گنگوہیؒ کو مکہ سے خط لکھا کہ مولوی رشید احمد صاحب بہت دن ہو گئے آپ نے اپنے حالات لکھ کر نہیں بھیجے' بیعت ہو چکی تھی بڑے عالم اور محدث ہیں لیکن پیر و مرشد مرید کے نام خط لکھ رہے ہیں کہ آپ نے اپنے حالات لکھ کر نہیں بھیجے۔ حضرت گنگوہیؒ نے اس خط کا جو جواب دیا ہے وہ ہم سب کیلئے سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے جواب میں لکھا کہ حضرت! بار بار خط لکھنے اور حالات لکھ کر بھیجنے کا سوچتا تھا لیکن پھر یہ خیال دامن گیر ہوتا کہ میرا کیا حال ہے اور کیا لکھوں لیکن حضرت کا خط آیا ہے، حکم ہے اس لئے اس کی تعمیل کر رہا ہوں

امور شرعیہ امور طبعہ بن گئے :

پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت کے ساتھ تعلق ہو جانے کے بعد بیعت و اصلاح کا یہ اثر ہوا ہے کہ امور شرعیہ امور طبعہ بن گئے ہیں یعنی جو شرعی احکام ہیں ان کے ادا کرنے کیلئے کسی کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے انسان کو کوئی بھری حاجت پیش آتی ہے اور اس کا تقاضا ہوتا ہے اور اسے بلا تکلف ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح امور شرعیہ امور طبعہ بن گئے ہیں۔

تطبیق آیات :

دوسری بات جواب میں یہ تحریر فرمائی کہ حضرت کے ساتھ تعلق ہو جانے کے بعد قرآن کریم کی ایک آیت کا دوسری آیت سے کبھی بھی کسی قسم کا ٹکراؤ محسوس نہیں ہوتا ہے اور آیت کریمہ کا کسی حدیث پاک سے بھی ٹکراؤ محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہر آیت اور ہر حدیث پاک اپنی اپنی جگہ پر اور اپنے اپنے مورد پر واقع ہونے والی محسوس ہوتی ہے اور اب کوئی تعارض ہی محسوس نہیں ہوتا۔

مادح اور ذام برابر : تیسری بات یہ تحریر فرمائی کہ حضرت کے ساتھ بیعت ہو جانے کے بعد مادح (تعریف کرنے والا) اور ذام (برائے کہنے والا) میں کوئی تعارض ہی محسوس نہیں ہوتا۔

کرے میرا نفس پھولتا نہیں اور اگر کوئی مجھے برا بھلا کہتا ہے تو مجھے غصہ نہیں آتا۔ یہ تینوں باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی محسوس ہوتی ہیں لیکن ہر ایک کے اندر اپنا اپنا کمال ہے۔

کمال تواضع

مادح اور ذام نظر میں برابر ہو جائے یہ ہے کمال تواضع اور اس قدر فروتنی ہے کہ کوئی تعریف کر رہا ہے تو انسان خود محسوس کرے کہ اسے (مادح کو) کیا پتہ میں کیسا ہوں یہ تو اپنے ظاہری حال کے مطابق کہہ رہا ہے۔ ع من آنم کہ من دانم اور جو اس کی برائی بیان کر رہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تو اس سے بھی زیادہ برا ہوں جو یہ کہہ رہا ہے۔

کمال علم

اور تطبیق آیات کے اندر پیدا ہو جائے اس کے ذہن میں آیات کریمہ، احادیث مبارکہ میں تعارض محسوس نہ ہو یہ کمال علم ہے جب علم ناقص ہوتا ہے اور علم میں قصور ہوتا ہے تو ایک آیت کا مضمون دوسری آیت کے مضمون سے ٹکراتا ہو محسوس ہوتا ہے اور اگر ہر آیت کا صحیح محل اور صحیح شان نزول معلوم ہو تو پھر ایک آیت دوسری آیت سے نہیں ٹکرائے گی اسی طریقے پر جب ہر حدیث کے ورد و کمال اور اس کا مقام و مرتبہ اور حیثیت معلوم ہوگی تو کبھی اس طریقے پر تعارض محسوس نہ ہوگا۔ یہی حال آیت کریمہ اور حدیث پاک میں ہوگا یعنی کبھی انکے مابین بھی تعارض محسوس نہ ہوگا۔

کمال عمل :

اور جس بات کو میں نے پہلے نمبر پر عرض کیا تھا وہ ہے کمال عمل کہ شرعی احکام پر عمل کرنے کیلئے طبیعت کے اندر تقاضا پیدا ہو رہا ہے اسلئے ہمارے ان مدارس میں اور خصوصاً دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھنے والے مدارس میں یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور چلتی بھی چاہئیں۔ ظاہری علوم کے اندر مکمل مہارت علمیہ اور پوری استعداد ہونی چاہیئے۔ لیکن ابن کو کافی سمجھ کر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی جائے یہ ہمارے اکابر کے راستے سے ہٹا ہوا راستہ ہے۔ انہوں نے دونوں چیزوں کو جمع کیا ہے اور جس مقصد کیلئے جمع کیا ہے وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیا کہ یہ ہماری اور آپ کی ضرورت کی چیزیں ہیں ہمیں کمال علم بھی پیدا کرنا ہے اور کمال عمل بھی پیدا کرنا ہے اور کمال تواضع بھی اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور یہی ہمارے مدرسوں کا اوڑھنا بٹھونا ہے اور اسی مقصد کیلئے ہماری یہ ساری محنتیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں (امین)

خطاب حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی مدظلہ

استاد حدیث دارالعلوم دیوبند

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد مجھے کوئی تقریر نہیں کرنی ہے میرا ایک تاثر ہے مجھے وہ مختصر طور پر عرض کرنا ہے۔

دارالعلوم کی بنیاد اور منہاج

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد اور اس کا منہاج ماانا علیہ واصحابی پر ہے دارالعلوم دیوبند میں علم حقیقی شرعی کے ساتھ عمل میں نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع کا پرچار ہوتا ہے۔ اس اتباع سنت کے طفیل اللہ تعالیٰ انسان کو بعض اوقات ایسی سنت پر عمل کرنے کا موقع دے دیتا ہے جس کا تحقق اور وجود مشکل ہوتا ہے۔

اصحاب صفہ کا طریق :

نبی کریم کے زمانے میں تعلیم و تعلم کا جو مشہور طریقہ رائج تھا وہ اصحاب صفہ کا طریق تھا۔ مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا داخلہ مدرسہ اصحاب صفہ میں ہوتا تھا۔ اصحاب صفہ بیک وقت تین کام سرانجام دیتے تھے۔

(۱) علم بھی حاصل کرتے تھے (۲) دعوت و تبلیغ کا کام بھی کرتے تھے (۳) دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ بوقت ضرورت اعلیٰ کلمہ اللہ کے لئے جہاد بھی کرتے تھے۔

موجودہ دور میں یہ سب باتیں اکٹھی جمع ہونی دشوار اور مشکل معلوم ہوتی تھیں لیکن یہاں آکر دیکھنے سے دل میں یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ یہ طریق وہی طریق ہے جو اصحاب صفہ کا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اتباع سنت کی برکت سے یہ صورت عطا فرمائی ہے۔

اس کے بعد دوسری چیز حدیث کی کتاب میں برکت کیلئے کچھ پڑھنے اور اجازہ دینے کا ہے تو تمام اصول حدیث کی کتابوں میں آداب علم حدیث کے اندر یہ بات اپنی جگہ پر لکھی جاتی ہے کہ جب کوئی بڑا موجود ہو تو اس کی موجودگی میں چھوٹا کوئی تعلیم کا کام نہ کرے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اعظمی مدظلہ کی طبیعت خراب تھی۔ وہ پہلے نہیں آئے تھے اسلئے مجھے قرأت حدیث اور اجازہ دینے کا کما گیا۔ لیکن اب آپکی وجہ سے تکلیف کر کے تشریف لے آئے ہیں لہذا اب وہی برکت کیلئے قرأت حدیث کریں گے اور وہ آپ کو کچھ نصیحت فرمائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالحق اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

کادرس اور طلباء کو حدیث کی اجازت

حضرت مولانا عبدالحق اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے بخاری شریف کی ابتدائی حدیث کی تلاوت کے بعد طلباء و اساتذہ کو اجازت حدیث مرحمت فرمائی اور پھر فرمایا:

”یہ کتاب جس کی پہلی حدیث میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ حدیث ان چار احادیث میں سے ہے جس کے بارے میں صاحب مفتاح السعاده نے امام ابو داؤد سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام احادیث مبارکہ پانچ لاکھ ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک چھ لاکھ ہیں۔ ان پانچ لاکھ احادیث سے میں نے اپنی کتاب ”ابو داؤد شریف“ کا انتخاب کیا اور پھر میں نے اس اپنی کتاب سے چار احادیث کا جن میں نبی کریم نے پورے دین کو اجمالی طور پر بیان کر دیا ہے منتخب کیا۔ انہی چار احادیث میں سے ایک یہ (انما الاعمال بالنیات) کی حدیث بھی ہے جو کہ آپ کے سامنے ابھی تلاوت کی گئی ہے نہایت اہمیت کی حامل حدیث ہے جس کی وجہ سے مصنفین حضرات اس حدیث کو اپنی کتاب کا افتتاحیہ قرار دیتے ہیں اس حدیث پر مجھے کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے حضرت فدائے ملت (مولانا اسعد مدنی مدظلہ) تشریف لائے ہیں، اصل بیان ان کا ہو گا مجھے بتایا گیا کہ حدیث پڑھ کر اجازت دے دو۔

سلسلہ سند:

میں نے بخاری شریف کا شروع سے لے اخیر تک الحمد للہ کوئی سبق ناغہ نہیں کیا میں یہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں حضرت شیخ العرب والجمہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد اور مدنی نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ سے پڑھی ہے اور شروع سے اخیر تک ان ہی سے پڑھی ہے کوئی سبق میں نے کسی دوسرے کے ہاں نہیں پڑھا۔ حضرت مدنیؒ نے ہم لوگوں کو اجازت دی معمول یہ ہوتا تھا کہ جس روز یہ کتاب ختم ہوتی تھی اس موقع پر حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب نور اللہ مرقدہ تشریف لے آتے تھے اسی دستور کے مطابق اس وقت بھی تشریف لے آئے لڑکوں نے ان سے بھی درخواست کی کہ حضرت آپ بھی اجازت دیں حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر حضرت (مدنی) ہم کو اجازت دے دیں تو ہم بھی اجازت دے دیں گے اس پر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ ہم نے کتنی بار آپ کو اجازت دی ہے اسی مجلس میں حضرت مولانا سید

فخر الدین صاحبؒ سے بھی اجازت حاصل ہوئی، حضرت مدنیؒ کو حدیث کی اجازت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے حاصل تھی اور حضرت شیخ الہندؒ کو اجازت حدیث اپنے دو اساتذہ جتہ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانائویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حاصل تھی۔ ان دونوں بزرگوں کو اجازت حدیث حضرت شاہ عبدالغنی مجد دی دہلویؒ سے حاصل تھی اور ان کو حدیث کی اجازت حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے نواسے ہیں ان سے حاصل تھی اور ان کو اپنے نانا جان حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے اجازت حاصل تھی اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ سے اجازت حدیث حاصل تھی۔ باقی پوری سند حضور ﷺ تک ان کی کتاب ”المہمات“ میں اور دیگر سند کی کتابوں میں موجود ہے وہاں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اگر پرانی ترمذی ہو تو اس کی پیشانی پر بھی سند نقل ہے یہ اس کتاب کی اور تمام اصول کی اجازت حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی خصوصی سند جو کہ ان کے طلباء جانتے ہیں سے مجھ کو حاصل ہے۔ میں آپ حضرات کو بغیر اس حدیث پر کچھ کہے انہی شرائط کے ساتھ جن شرائط کے ساتھ ہمارے اکابر اور مشائخ اجازت دیا کرتے تھے اجازت دیتا ہوں۔ میں آپ کے درمیان اور حضرت فدائے ملت (مولانا اسعد مدنی مدظلہ) کے درمیان حائل ہونا نہیں چاہتا میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ علم حدیث کی برکات سے ہم سب لوگوں کو مالا مال فرمائے اور ہمیں اس پر عمل کرنے کو توفیق مرحمت فرمائے۔

علم عمل کی آواز دیتا ہے :

صرف ایک بات میں عرض کر دیتا ہوں مسلسلات میں ایک حدیث ہے کہ علم عمل کی آواز دیتا ہے۔ علم چاہتا ہے کہ عمل کیا جائے۔ فان اجاب والا فرتحل اگر آپ نے عمل کر کے جواب دے دیا تو وہ علم باقی رہے گا اور اگر آپ نے عمل نہیں کیا تو وہ علم سلب ہو جائے گا یعنی آپ کے پاس نہیں رہے گا چنانچہ محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ اذا اردت ان تحفظ الحديث فاعمل به ولو مرة تكن من اهله۔ اگر تمہارا ارادہ ہو کہ علم حدیث کو باقی رکھو تو اس پر عمل کرو۔ فضائل و آداب کی جو احادیث ہیں کم از کم عمر میں ایک مرتبہ اس پر عمل کر لو تو تم اس کے اہل بن جاؤ گے۔ محدثین حضرات علم حدیث کو باقی رکھنے کیلئے تعامل بالحدیث کیا کرتے تھے۔ علم کی زکوٰۃ عمل ہے اس لئے میں آپ حضرات سے کہتا ہوں کہ جو حدیث بھی پڑھے چاہے وہ فضائل اعمال سے متعلق کیوں نہ ہو اس پر ضرور عمل کریں اللہ ہمیں اور آپ سب کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے دعا حضرت اسعد مدنی فرمائیں گے۔